(۱) اس پر مغز اور معرکتہ الارا مقالے کے ۹۲ صفحات میں سے کون کونسے صفحے اور کون کونسی سطریں کن کن ''انگریزی'' ماخذوں سے ماخوذ ھیں ۔ اور

(۲) تیس سے زائد حدیثوں میں سے کتنی اور کن کن حدیثوں پر ان ''مستشرقین'' نے کیا کلام کیا ھے ۔

ھم حضرت مولانا سے درخواست کرینگے کہ وہ ایک کالم میں ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کی ''ماخوذ'' تحریر اور اس کے مقابل کالم میں ان کے ''انگریزی ماخذوں'' کے اصل متن نہ سہی ان کے عربی ترجمے شائع فرمائیں تاکہ بات بالکل صاف ھوجائے۔ ھم پورے ادب و احترام کے ساتھہ ان سے ایک اور التجا کرینگے کہ وہ اقتباسات کے نقل کے کام کو بہ نفس نفیس سر انجام دینے کی زحمت گوارا فرمائیں اسے ابواسامہ عجمی یا حبیب اللہ مختار جیسے ان طالب علموں کے سپرد نہ فرمائیں جنہوں نے **يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ** کی عملی تفسیر میں درجہ تخصص حاصل کر رکھا ھے ۔

مولانا محمد یوسف بنوری کا محولہ بالا بیان بڑا عمومی ھے ' جس سے ظاھر ھوتا ھے کہ ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے اس مقالے کے ۹۲ صفحات اگر تمامتر نہیں تو بیشتر یقیناً ''انگریزی ماخذوں'' سے ماخوذ ھیں ۔ ھمیں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی جلالت شان کا احترام ھے اس لئے ھمیں امید ھے کہ انہوں نے ایسا عام اور قطعی بیان پوری ذمہ داری کے ساتھہ دیا ھوگا اور اس کے لئے ان کے پاس پہلے سے ثبوت موجود ھوگا۔ ان کی اس ذمہ داری کی بنا پر ھم ان سے ثبوت کے لئے درخواست کرنے بلکہ اس کا مطالبہ کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ھیں - اور ھمیں یقین ھے کہ وہ ان شواھد کو جن کی بنا پر انھوں نے یہ عمومی بیان بڑے دعوی کے ساتھہ دیا ھے اپنے کتب خانہ تک جس میں '' عربی زبان میں وہ سارا ذخیرہ موجود ہے '' محدود نہ رکھینگے بلکہ ماھنامہ ''بینات'' کی قریب ترین اشاعت میں تقابلی جدول کی شکل میں شائع فرمائینگے ۔ اور اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان کے مہیا کردہ شواھد کو ''فکر و نظر'' کے صفحات پر شائع کرنے کے لئے ھم بخوشی تیار ھیں ۔

(۲)

''بینات '' کی اسی اشاعت میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ ' نیو ٹاؤن ، کے حدیث کے درجۂ تخصص کے ایک طالب علم محمد حبیب اللہ مختار دھلوی نے ''وضع حدیث کی تاریخ اور قدماء محدثین پر وضع حدیث کا بے جا الزام '' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ھے - جس میں وضع حدیث کی تاریخ پر بعض مصنفوں کے اقوال جمع کرلے سے پہلے مضمون نگار نے ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے مقالہ '' سنت و حدیث '' کی پانچویں قسط ('' فکر و نظر '' جنوری و فروری ۱۹۶۴ع کا مشترکہ شمارہ) کے چند اقتباسات '' غیر ذمہ دارانہ طور پر '' ''یوں گوھر افشانی فرماتے ھیں'' اور اس قسم کے دوسرے فقروں کی تمہیدوں کے ساتھہ نقل کردئے ھیں - اور اس کے بعد اپنا سارا زور قلم اور جوش غضب اس بات پر صرف کیا ھے کہ

> '' ھم وضع حدیث کے متعلق نظریہ مستند کتابوں سے نقل کر کے '' مقالہ نگار '' کی کوتاہ نظری کو بے نقاب کرنا چاھتے ھیں خصوصاً امام نووی رح پر ان کی شرمناک دست درازی کو واضح کرنا ضروری سمجھتے ھیں - '' (ص ۱۴۴)

امام نووی رح پر مبینہ ''شرمناک دست درازی'' کی داستان بڑی دردناک ھے - ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب نے اس بنیادی مفہوم کی وضاحت کے لئے جس کے لحاظ سے وہ فقہی و کلامی قسم کی احادیث کی حجیت کے قائل ھیں ، چار تنقیحات پیش کی تھیں (ملاحظہ ھو ''فکر و نظر ،' جنوری و فروری کا مشترکہ شمارہ ص ۹ تا ص ۱۷) ان میں سے تنقیح دوم یہ تھی کہ

> '' ھمیں یہ دیکھنا چاھئے کہ محدثین خود اپنی مساعی کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے - کیا وہ تمام صحیح کہلانے والی احادیث مرفوع کے رسول اللہ علیہ و سلم سے تاریخی صحت کے ساتھہ مروی ھونے کے قائل تھے؟ ان سوالات کا جواب دیتے وقت ھمیں مندرجہ ذیل روایات کو پیش نظر رکھنا چاھئے - '' (ص ۱۲)

مندرجہ بالا تمہید کے بعد ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب نے مستند محدثوں کی کتابوں سے پانچ روایتیں پیش کی تھیں - ان میں سے دوسری اور تیسری روایتیں '' فکر و نظر'' شمارہ محولہ بالا کے صفحات ۱۲ و ۱۳ پر جس طرح درج ھیں ان کو یہاں پر نقل کیا جاتا ھے ، بلکہ ان کا عکسی چربہ پیش کیا جاتا ھے -

(۲) وضع حدیث کے خلاف سب سے مضبوط رکاوٹ وہ مشہور حدیث تھی جو بالتواتر مروی ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں:-

مَن کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار — جس نے جان بوجھ کر مجھ پر بہتان باندھا اس نے جہنم میں اپنا ٹھکانا بنایا"

اس حدیث کے الفاظ میں بعد میں ترمیم کرکے الفاظ لیضل بہ کا معنی خیز اضافہ کیا گیا۔ یعنی یہ کہ "جس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے جان بوجھ کر مجھ پر بہتان باندھا، اس نے جہنم میں اپنا ٹھکانا بنایا"

امام طحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) نے اپنی مفید کتاب مشکل الآثار میں تفصیل کے ساتھ ان مختلف اسنادوں پر بحث کی ہے جن سے یہ ترمیم شدہ حدیث مروی ہے اور ان کی صحت پر شک کیا ہے[1]۔ لیکن ہمیں یہاں بحث اس حدیث کی صحت یا عدم صحت سے نہیں۔ بلکہ اس امر سے ہے کہ وہ اضافہ حدیث کے ایک خاص رجحان کی ترجمان ہے۔ چنانچہ ہمارے قیاس کی تائید امام نووی شارح صحیح مسلم (متوفی ۶۷۶ھ) کے اس قول سے ہوتی ہے کہ اسی روایت کی بنیاد پر یہ عام اصول بنا لیا گیا کہ انہ یجوز وضع الحدیث فی الترغیب والترہیب یعنی "ترغیب و ترہیب کے مضامین کی (پرہیزگاری کے جذبات پیدا کرنے والی) حدیثیں وضع کرنا جائز ہے۔ امام نووی نے یہ اصول کرامیہ کی طرف منسوب کیا ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ بہت سے جاہلوں اور واعظوں نے اس اصول کی پیروی کی ہے[2]۔ لیکن اگر امام غزالی کی احیاء علوم الدین جیسی کتابیں پیش نظر ہوں تو اس "اصول" کے اتباع کو جاہلوں اور واعظوں تک منحصر کرنا دشوار ہوگا۔

(۳) یہی امام نووی راوی ہیں کہ بعض حضرات نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ مندرجہ بالا مشہور و متواتر حدیث میں الفاظ کذب علیّ ہیں۔ عربی میں علیٰ کے صلے سے مفہوم "مخالفت"، "نقصان" وغیرہ کا نکلتا ہے۔ اور پرہیزگاری و دینداری کے لئے حدیثیں بنانے میں "موافقت" اور "نفع" کا پہلو ہے۔ اس لئے ایسی حدیثیں وضع کرنے پر حدیث مذکورہ بالا کی "جہنم میں ٹھکانا بنانے" کی وعید کا اطلاق نہیں ہوگا۔ امام نووی کے اپنے بلیغ الفاظ یہ ہیں:-

"انّ ھذا کذبٌ لہ صلی اللہ علیہ وسلم لا علیہ"[3]۔

ظاہر ہے کہ مندرجہ بالا اقتباسات میں امام نووی رح کے حوالے سے دو روایتیں پیش کی گئی ہیں جو تحریک حدیث کے بعض انتہا پسند حامیوں کے عقائد پر مشتمل ہیں - امام نووی رح ان کے محض راوی و ناقل ہیں - یہ نہیں کہا گیا کہ وہ خود ان کے قائل ہیں - ان میں سے دوسری روایت کو امام نووی رح کے حوالے سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے کہ " یہی امام نووی رح راوی ہیں کہ بعض حضرات نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ ..." اب اس " نکتہ " کو اردو زبان کی ساڑھے چار سطروں میں پیش کرنے کے بعد فاضل مقالہ نگار نے یہ محسوس کیا کہ امام نووی رح نے جو روایت دس لفظوں میں بیان کی تھی (جن میں سے چار الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم پر درود کے ہیں) اس کے لئے اردو کی ساڑھے چار سطریں لکھنی پڑیں - اس احساس کے تحت اور ساتھ ہی ساتھ روایت باللفظ کی احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فاضل مقالہ نگار نے امام نووی رح کی اس روایت کو خود ان کے اپنے بلیغ الفاظ میں پیش کر دیا۔ روایت میں ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کی اس درجہ احتیاط سے حدیث کے درجۂ تخصص کے اس طالب علم نے یہ فائدہ اٹھایا کہ ان کی مسلسل عبارت کے آخری جملے کو بقیہ عبارت سے الگ کر کے اس طرح پیش کیا کہ

> " اس کے بعد امام نووی رح کی جانب کسی بے باکی سے ایک غلط نسبت کرتے ہیں کہ 'امام نووی رح کے اپنے بلیغ الفاظ یہ ہیں " ان ھذا کذب لہ صلی اللہ علیہ وسلم لا علیہ " (ص ۱۴۳ - ۱۴۴) -

یعنی ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب کے مقالے میں جو امام نووی رح کی روایت تھی اس نے مدرسہ اسلامیہ عربیہ کے درجہ تخصص تک پہنچتے ہوئے ان کے اپنے قول کی شکل اختیار کر لی - اس شاندار تحریف کے بعد حدیث کے درجۂ تخصص کے اس طالب علم نے متعدد صفحات پر اپنی قابلیت اس تحصیل حاصل میں صرف کی ہے کہ امام نووی رح کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں' انہوں نے تو دوسروں کا یہ قول نقل کیا ہے اور یہ ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب کی " بے باکی " (ص ۱۴۳) اور " شرمناک دست درازی " (ص ۱۴۴) ہے' اور " محقق موصوف کے مذکورہ بالا بیان کا حسب ذیل فقرہ انتہائی تعجب خیز ہے " (ص ۱۵۴) -

اس مضمون کی اهمیت کو نمایاں کرتے هوئے ” بینات “ کے رکن ادارہ جناب غلام محمد نے اس کی پیشانی پر اپنے ادارتی نوٹ کی مہر ثبت کرتے هوئے اسے مدرسہ اسلامیہ عربیہ نیو ٹاؤن کے حدیث کے درجۂ تخصص کے ”طریق کارکردگی، معیار اور اس کی افادیت “ کا نمونہ بناکر پیش کیا ھے - همیں اعتراف ھے کہ وضع حدیث میں درجۂ تخصص کے ” طریق کارکردگی “ کا یہ یقیناً مثالی نمونہ ھے- اس کی ” افادیت “ اس لحاظ سے قابل ستائش ھے کہ اس سے یہ واضح هوجاتا ھے کہ کرامیہ اور ان کی قسم کے دوسرے اصحاب الحدیث کیونکر ” دین کی خدمت “ کے لئے ” حدیث “ کی ” حفاظت “ کا دعویٰ کرتے تھے -

(۳)

رسالہ ” بینات “ کے مذکورہ بالا شمارے میں آخری مضمون پورے ایک صفحے کی اس جلی سرخی کے ساتھ شائع هوا ھے ” ماهنامہ بینات کراچی - اس کے مقاصد اور اس کی خدمات کا اجمالی تعارف “ رسالے کی امداد کی اس اپیل کی تقویت کے لئے رسالے کے کارکنوں نے ” اساس اسلام کی حفاظت اور عصری فتنوں کی مدافعت “ کے سلسلے میں اپنی خدمات کی تشہیر کی ھے- ان ”عصری فتنوں“ میں جناب غلام احمد پرویز ، عائلی کمیشن، جناب محمود احمد عباسی اور ” ایک بڑی موثر شخصیت “ یعنی ڈاکٹر شیخ محمد اکرام صاحب کے ساتھ ادارۂ تحقیقات اسلامی کا ذکر خیر بھی موجود ھے -

مولانا محمد یوسف بنوری صاحب کا اصرار ھے کہ ان کی تعاون کی پیشکش غیر مشروط نہیں تھی - همیں ان سے پورا پورا اتفاق ھے اور اگر ان کی شرائط میں ایک شرط یہ ھے کہ هم ان کی مالی امداد کی اپیلوں کی تائید کے لئے اپنے آپ کو بطور هدف پیش کریں تو همیں یہ بھی قبول ھے- لیکن وہ همیں اجازت دیں کہ هم ان کی اس اپیل کے مندرجہ ذیل جملے سے اپنا اختلاف ظاهر کریں - اپیل نویس لکھتے هیں کہ :

” ابو اسامہ صاحب کے تفصیلی مضمون نے ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے مضمون کو بالکل بے اثر کردیا “ -

" فکر و نظر " کے قارئین کرام پر یہ واضح ہے کہ ہم نے مارچ اور اپریل سنہ ۱۹۶۴ء کے شماروں میں ابو اسامہ عجمی کے حد درجہ دل آزار اور غیر علمی مضمون کی دو قسطیں رسالہ " بینات " سے نقل کی تھیں - اور اس کی کذب بیانی اور تحریفات کی نشان دہی کرتے ہوئے رسالہ " بینات " کے ذمہ دار اصحاب سے استغاثہ کیا تھا جس کے جواب میں جون سنہ ۱۹۶۴ء کے "بینات" میں یہ حتمی وعدہ کیا گیا تھا کہ ہمارے تبصرہ کا "جلد ہی" جواب دیا جائیگا - لیکن کم از کم اگست سنہ ۱۹۶۴ء کے محولہ بالا شمارہ تک اس وعدے کا ایفا نہیں ہوا - اس کی ہمیں شکایت ہرگز نہیں - لیکن اسے کیا کہئے کہ اب تحریفات اور کذب کے اس مجموعے کے بارے میں " تحدیث نعمت کے طور پر " کہا جارہا ہے کہ اس لے ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب کے مقالہ "تحقیق ربوا " کو " بالکل بے اثر کردیا "- ویسے ہمیں تو یہ اعتراف ہے کہ ابو اسامہ عجمی کے مضمون کی اشاعت سے بھی پہلے ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب کا مقالہ ان اصحاب کے لئے یقیناً بے اثر تھا جن کے لئے کہا گیا ہے کہ :

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر